Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of the Religious and Social Services of Pir Syed Jamaat Ali Shah and Their Impact

پیر سید جماعت علی شاہ کی مذہبی و سماجی خدمات اور ان کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

Syed Munawar Hussain
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
syedjamati786@gmail.com
Dr. Muhammad Karim Khan
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract
This study presents a historical and analytical examination of the religious, missionary, educational, institutional, and social contributions of Pir Syed Jamaat Ali Shah. The findings reveal that he was one of the most distinguished religious figures of the Indian subcontinent who transformed the propagation of Islam from a mere practice of preaching into a well-organized, comprehensive, and enduring reform movement. Through his extensive missionary journeys across the Indian subcontinent, Afghanistan, Kashmir, the Deccan, Mysore, Jammu, and other regions, he widely disseminated the teachings of Islam, guided and reformed people from diverse social backgrounds including rulers, scholars, nobles, and the general public and effectively promoted the Islamic values of moderation, brotherhood, compassion, and peaceful coexistence.The study further demonstrates that Pir Syed Jamaat Ali Shah strengthened religious and social reform by establishing a robust institutional framework. Through the foundation of *Anjuman Hizb al-Ahnaf*, numerous religious and educational institutions, madrasas, travelers' lodges, guest houses, free dispensaries, orphanages, and welfare centers, he made significant efforts to address the religious, educational, and socio-economic needs of society. His initiatives for women's religious education, the support of widows, assistance to the poor, the construction and revitalization of mosques, and the promotion of Qur'anic and Prophetic teachings transformed his reformist vision into a broad-based public movement.The research concludes that Pir Syed Jamaat Ali Shah's contributions had a profound impact on religious revival, social stability, educational development, and interfaith relations in the Indian subcontinent. Historical sources also record accounts of conversions to Islam and the influence of his missionary activities. While such reports should be understood within their historical context and remain open to further scholarly verification, they nevertheless reflect the broad reach and significance of his missionary endeavors. The religious and welfare institutions established under his guidance continue to serve communities through various organizations and spiritual networks. Consequently, Pir Syed Jamaat Ali Shah emerges not merely as a spiritual leader but also as an influential reformer, missionary, educator, social philanthropist, and institution builder whose enduring legacy occupies a significant place in the religious and social history of the Indian subcontinent.

Keywords: Pir Syed Jamaat Ali Shah, Religious Services, Islamic Preaching (Da'wah), Social Welfare, Educational Institutions, Religious Reform, Indian Subcontinent.

تعارف

برصغیر کی مذہبی و سماجی تاریخ میں پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ہمہ جہت داعی، مصلح، معلم اور ادارہ ساز کی حیثیت سے نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ نے ایسے دور میں دینی و اصلاحی خدمات انجام دیں جب معاشرہ مذہبی، تعلیمی اور سماجی چیلنجز سے دوچار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی جدوجہد محض وعظ و نصیحت تک محدود نہ رہی بلکہ برصغیر، افغانستان، کشمیر، دکن، میسور، جموں اور دیگر علاقوں کے وسیع دعوتی اسفار کے ذریعے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو عام کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی و تعلیمی اداروں، مدارس، رفاہی مراکز، مسافر خانوں، یتیم خانوں، فری ڈسپنسریوں اور دیگر سماجی اداروں کے قیام کے ذریعے معاشرے کی اصلاح و فلاح کے لیے عملی اقدامات کیے۔ خواتین کی دینی تربیت، مساجد کی تعمیر و آبادکاری، عوام کی اصلاحِ عقائد اور خدمتِ خلق کے فروغ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات نمایاں ہیں۔ ذیل میں پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی، مذہبی، تعلیمی، ادارہ جاتی اور سماجی خدمات کا تاریخی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتے ہوئے ان کے معاشرے پر مرتب ہونے والے مذہبی، تعلیمی اور سماجی اثرات کو علمی انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

1-دنیا کے مختلف خطوں میں دعوتی خدمات

دعوتِ اسلام اور اصلاح معاشرہ میں خانقاہی نظام کا ایک ناقابل فراموش کردار ہمیشہ سے رہا ہے جن میں سے ایک معروف شخصیت قیومِ زمان قدوۃ السالکین پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ کردار اس قدر روشن اور عظیم تر ہے کہ اصلاح امت اور تبلیغ و اشاعت کی کوئی تاریخ خانقاہوں کے بوریہ نشینوں کے تذکرے کے بغیر ادھوری رہتی ہے۔ڈاکٹر زبیر احمد لکھتے ہیں :

" حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کی سرزمین پر آج تک قال اللہ اور قال الرسول کی جو صدائے دلنواز گونج رہی ہے، یہ اِسی چشمہ فیض کی مرہون منت ہے علماء نے مدارس میں علوم ظاہری کی تعلیم دے کر ظاہر کو متبع شریعت کیا جبکہ صوفیائے کرام نے تزکیہ نفس کے ذریعے دلوں کو پاک اور صاف کیا۔"[1]

قدوۃ السالکین پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ کروڑہا انسان اپنے دلوں میں شمع توحید و رسالت جلائے بیٹھے ہیں۔[2]نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف "مبلغ اعظم" ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ . ،[3]

میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہو

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمارہے تھے تو آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا تھا کہ:

[1] زبیر احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں برصغیر پاک وہند کا حصہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1973ء

[2] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 55، سماجی خدمات، ماہنامہ امیر ملت، جلد 17، شمارہ نمبر 8- اپریل 2021ء، ص:17

[3] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، الرقم الحدیث:3461,دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ،1420ھ،ج:3ج:172

"کیا میں نے دین کی تعلیمات آپ تک پہنچا دیں" تو تمام صحابہ و اہلبیت نے یک زباں ہو کر جواب دیا تھا کہ آپ نے یہ پیغام حق پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر تین دفعہ آپ نے آسمان کی طرف انگلی شہادت کا اشارہ کیا اور بار گاہ الٰہی میں التجا کی کہ "اے رب ذوالجلال تو بھی گواہ رہنا"۔[4]

یہی دعوتِ دین کا جذبہ لئے قدوۃ السالکین پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سو سال سے زائد حیاتِ مبارکہ اور حیاتِ مبارکہ کے شب و روز دنیا کے کونے کونے تک دعوتِ دین پہنچانے میں گزار دیئے۔

i- تبلیغ دین کیلئے طویل اسفار

دعوتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لیے سفر کرنا انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اور اولیائے امت کی روشن سنت رہی ہے۔ دینِ اسلام کی تعلیمات کو مختلف علاقوں تک پہنچانے، لوگوں کی اصلاح کرنے اور روحانی بیداری پیدا کرنے کے لیے صوفیائے کرام نے ہمیشہ طویل اور مشقت بھرے اسفار اختیار کیے۔

پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سفر میں گزارا ہے اور اکثر مہینوں بلکہ بعض دفعہ برسوں وطن سے دور رہے ہیں۔[5]

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی اسی عظیم دعوتی جدوجہد کا عملی نمونہ تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ سفر میں گزارا اور کئی کئی ماہ بلکہ بعض اوقات برسوں تک وطن سے دور رہ کر تبلیغ و ارشاد کا فریضہ انجام دیا۔

ii- رہتک و حصار میں تبلیغ

آپ نے اُس دور میں جبکہ نہ جدید ذرائع آمد و رفت موجود تھے اور نہ سفری سہولیات، دور دراز علاقوں، دیہاتوں، ریاستوں اور شہروں کا مسلسل سفر کیا۔ رہتک، حصار، حیدرآباد دکن اور برصغیر کے مختلف علاقوں میں آپ کی دعوتی سرگرمیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ نے تبلیغِ اسلام کو محض مقامی یا محدود فریضہ نہیں سمجھا بلکہ پوری امت کی اصلاح کو اپنا مشن بنایا۔ ڈاکٹر مہربان حسین علاقائی تبلیغی خدمات کے متعلق لکھتے ہیں:

> حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے مختلف علاقوں، خصوصاً رہتک، حصار اور دکن میں تبلیغِ دین کے لیے مسلسل سفر کیے اور ہزاروں افراد کو دینی راہنمائی فراہم کی۔[6]

[4] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنھایۃ: بیروت، لبنان: مکتبہ المعارف 1997ء، 3/ 499

[5] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیرِ ملت، ص:142

[6] ڈاکٹر مہربان حسین، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور صوفیائے کرام کی دینی و اصلاحی خدمات 1841ء تا 2000ء، ص:214

آپ نے رہتک، حصار، حیدرآباد دکن اور برصغیر کے متعدد علاقوں میں نہایت دشوار حالات کے باوجود دعوت و اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب نہ جدید ذرائع نقل و حمل تھے اور نہ سفری سہولیات، لیکن آپ نے سینکڑوں میل پیدل سفر کر کے دینِ اسلام کی تبلیغ کو جاری رکھا۔

iii-حیدر آباد و نظام دکن میں دعوتِ حق

قیومِ زمان قدوۃ السالکین پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد جب بھی حیدر آباد دکن تشریف لے جاتے اور شاہی مہمان خانہ میں قیام فرماتے تھے۔ کنور انتظار محمد خان ایڈووکیٹ لکھتے ہیں:

آپ نظام دکن میر عثمان علی خاں (۱۹۶۷ء - ۱۸۸۶ء) کی دعوت پر حیدر آباد تشریف لے گئے۔ اسٹیشن پر شاہی سواریاں اور شاہی مہماندار اور حکام استقبال کے لئے حاضر ہوئے مگر آپ سیدھے بنی خانہ گئے اور وہاں تھوڑی دیر قیام کیا۔[7]

حضرت مولانا خیر مبین متوفی ۱۹۲۲ء کے وصال کے بعد آپ اپنے خلیفہ مجاز قاری شہاب الدین (۱۹۶۳ء-۱۸۷۳ء) کی فرود گاہ پر قیام فرماتے رہے اور پھر آخری سفر تک یہی معمول رہا۔

iv-کشمیر میں تبلیغ وارشاد

وادی کشمیر میں اولیائے کرام کی دعوتی و تبلیغی خدمات نے اسلامی تہذیب، دینی شعور اور روحانی اقدار کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ان بزرگ ہستیوں نے صرف خانقاہوں تک اپنے فیوض محدود نہیں رکھے بلکہ دور دراز، دشوار گزار اور پسماندہ علاقوں تک پہنچ کر انسانیت کی اصلاح اور دینِ اسلام کی اشاعت کا عظیم فریضہ سر انجام دیا۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کی آپ گرمی کے موسم میں عام طور پر کسی نہ کسی سرد مقام پر تشریف لے جاتے تھے تاکہ امراؤخواص کا طبقہ جو وہاں مقیم ہوتا ہے اس کی اصلاح کی جاسکے۔ چنانچہ آپ ان کی دعوتیں کرتے اور ان کو احکام دین و مسائل شریعت سے روشناس کرتے۔

کشمیر کے جس مقام پر تشریف لے جاتے، مفاد عامہ کی خاطر مسجد میں نماز جمعہ پڑھاتے اور پھر نماز کی ادائیگی کے بعد وعظ و تقریر فرماتے اور اس طرح عام و خاص کو فیضیاب کرتے۔[8]

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنہی عظیم شخصیات میں شامل ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی دعوتِ دین، اصلاحِ عقائد اور تربیتِ امت کے لیے وقف کیے رکھی۔ خصوصاً کشمیر اور ریاستِ جموں جیسے دشوار گزار علاقوں میں آپ کی تبلیغی خدمات نہایت غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔

---

[7] کنور انتظار محمد خان ایڈووکیٹ، امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، 13 دسمبر 1984ء

[8] پروفیسر محمد مظہر فرید، تحریکِ پاکستان کے نامور راہنما امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ اوصاف 30 اپریل، 2010ء

v-ریاستِ جموں میں تبلیغِ دین

جموں وکشمیر ایک بااختیار ریاست تھی۔ جس کا بیشتر علاقہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے پر پھیلا ہوا ہے۔ جموں وکشمیر کی سرحدیں جنوب میں ہماچل پردیش اور پنجاب، بھارت، مغرب میں پاکستان اور شمال اور مشرق میں چین سے ملتی ہیں۔ پاکستان میں بھارت کے قبضے میں علاقے کو مقبوضہ جموں وکشمیر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسرار بخاری امیر ملت کی دعوتی وسماجی خدمات کے متعلق لکھتے ہیں:

> ریاستِ جموں کے دور دراز علاقوں میں بھی آپ نے لوگوں کے لیے کھانے اور رہائش کا بندوبست فرمایا۔ آپ تبلیغِ دین کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا کی خدمت کو بھی عبادت سمجھتے تھے، اسی لیے ہزاروں لوگ روحانی وسماجی طور پر آپ سے مستفید ہوئے۔[9]

جموں وکشمیر جموں، وادی کشمیر، لداخ اور گلگت بلتسان میں منقسم ہے۔ بھارت کے زیر انتظام سری نگر اس کا گرمائی اور جموں سرمائی دار الحکومت ہے۔ اور پاکستان کے زیر انتظام مظفر آباد دار الحکومت ہے۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ جہاں بھی قیام فرماتے وہاں لنگر اور مہمان نوازی کا خصوصی اہتمام ہوتا۔

vi-میسور و بنگلور میں دعوت و تبلیغ

ہندو مہاراجہ میسور نے خود خواہش ظاہر کی کہ وہ بھی آپ کا وعظ سننا چاہتا ہے۔ تو ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا گیا جس میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو عمائد واکابر بھی شریک ہوئے اور خود مہاراجہ نے بھی شرکت کی۔ عباس خان کو آپ کی باتوں سے آپ کی حق گوئی اور بیباکی کا اندازہ ہو چکا تھا۔ انہوں نے عرض کیا:

> حضرت! مہاراجہ ہندو ہے اور یہ ریاست بھی ہندوؤں کی ہے۔ اگر آپ ان کے مذہب کے خلاف کوئی بات نہ کہیں تو اچھا ہے۔[10]

آپ نے وعظ فرمایا تو اسلام کی حقانیت ثابت کی اور جملہ مذاہب باطلہ کی تردید فرمائی۔[11] آپ کے بیان کا معجزہ نما اثر یہ ہوا کہ بعد میں مہاراجہ نے عباس خان سے کہا:

> آپ کے پیر صاحب یقیناً خدا تعالیٰ کے نیک بندے ہیں تبھی تو ان میں یہ جرات ہے کہ ہمارے سامنے بیباکی کے ساتھ ہمارے مذہب کے خلاف تقریر کرتے ہیں۔[12]

---

[9] اسرار بخاری، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ مشرق، 9 مئی 1990ء

[10] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 44، خدماتِ تصوف، ماہنامہ امیر ملت، جلد 16، شمارہ نمبر 5۔ جنوری 2021، ص:16

[11] پیر سید حیدر حسین شاہ، تذکرہ شاہ جماعت، ص:47

[12] حمید فاضل شیخ، حضرتِ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، روزنامہ جناح، 9 مئی 2014ء

مہاراجہ نے حکم دیا کہ آپ کا وعظ روزانہ کرایا جائے اور افسران کو ہدایت کی کہ معقول انتظام کیا جائے تا کہ شر پسند کسی قسم کا فساد کھڑا نہ کر سکیں، ایسے نیک انسان اب دنیا میں کہاں ملتے ہیں، جو مخالف و موافق کی پرواکئے بغیر حق گوئی سے کام لیں اور بندگانِ خدا کی رہنمائی کے لئے اتنا دور و دراز سفر اور راہ کی صعوبتیں برداشت کریں۔[13]

vii-سرکشتان و یاغستان میں دعوتِ حق

یاغستان کئی علاقوں پر محیط ہے۔ کوہستانی زبانوں میں "یاغی" سرکش اور باغی کو کہتے ہیں۔ لہٰذا یاغستان کا مطلب "سرکشتان" ہوا۔ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں برطانوی راج کے مخالف مجاہدین کے زیر کنٹرول وہ علاقے جو آج کے خیبر پختونخواہ سوات، دیر، کوہستان، ہزارہ، چمرکند اور افغانستان کے صوبہ کنڑ پر مشتمل تھے "یاغستان" کہلاتے۔ پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ یاغستان میں کئی بار تشریف لے گئے اور ہزار ہا پٹھانوں کو راہ راست پر لائے۔ ایک بار میں بھی ہمراہ تھا کہ ایک علاقے کے سربر آوردہ حضرات نے عرض کیا:

اس کو ہمارے پاس چھوڑ دیجئے، ہم اسے اپنا بادشاہ بنائیں گے اور مال گزاری و دیگر واجبات ادا کریں گے۔ حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: یہ اپنی بادشاہی نہیں سنبھال سکتا، تمہاری بادشاہی کیا کرے گا؟ اُن لوگوں نے بہت زور لگایا مگر آپ ہرگز نہ مانے۔[14]

ان علاقوں میں یہ بھی رسم عام ہوگئی تھی کہ اُن کے عمائد سے جو فیصلے نہ ہو سکتے تھے، اُن پیچیدہ معاملات کو حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری تک موقوف رکھتے تھے۔ آپ تشریف لے جاتے تو آپ کے سامنے ایسے مقدمات پیش ہوتے اور آپ اُن کا شرع کے مطابق فیصلہ کرتے۔ آپ کے فیصلے اس قدر منصفانہ ہوتے کہ وہ لوگ آپ کے فیصلوں کو دل و جان سے قبول کر لیتے۔

viii-افغانستان میں تبلیغ و ارشاد اثرات

تبلیغ و ارشاد حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا فرض منصبی تھا۔ جب تک آپ حیات رہے شبانہ روز اس میں مشغول و مصروف رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس دن میں اپنے فرض منصبی کو ادا نہ کر لوں اور اسلام کی خدمت نہ کر لوں، میرے لئے کھانا بھی حرام ہے۔ اس مقصد خیر کے لئے آپ نے غیر ممالک کے سفر بھی اختیار کئے۔

آپ نے صرف ایک محدود خطے تک دعوتی خدمات انجام نہیں دیں بلکہ کشمیر، جموں، مدراس، میسور، بنگلور، افغانستان، یاغستان، کاٹھیاواڑ اور برصغیر کے دور دراز علاقوں تک سفر کر کے عوام الناس کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا۔[15]

---

[13] غلام رسول جماعتی، حضرتِ امیر ملت مجدد دین وملت، ص:68

[14] سید منور حسین شاہ جماعتی، امیر ملت، امروز ہفت روزہ، 24 اپریل، 1987ء

[15] مولانا محمد اسحاق مانسہروی، سیرتِ پیر جماعت علی شاہ، ص:482

برصغیر پاک وہند میں جب نو آبادیاتی تسلط، مذہبی انتشار، ارتدادی تحریکیں اور فکری گمراہیاں عام ہو رہی تھیں، اُس وقت امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو اپنی زندگی کا عظیم مقصد بنایا۔

ix-نادر شاہ شہنشاہِ افغانستان کی دعوت

جمادی الثانی 1351ھ مطابق اکتوبر 1932ء میں آپ نادر شاہ والی افغانستان کی دعوت پر کوئٹہ اور قندھار کے راستے کابل تشریف لے گئے۔ قندھار میں شہر سے باہر علماء و اُمراء نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ دریں اثناء گورنر قندھار کا خط ملا کہ میزبانی کے تمام انتظامات مکمل کر کے ایک ضروری کام کی وجہ سے شہر سے باہر جا رہا ہوں، کل حاضر خدمت ہوں گا۔ آپ نے اس خط کی پشت پر یہ دو شعر لکھ کر واپس کر دیا۔[16]

2-پیر سید جماعت علی شاہ کی مذہبی ادارہ جاتی خدمات

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے نہ صرف ممتاز علماء کرام کو لاہور بلانے اور ان کے لیے علمی و تبلیغی ماحول مہیا کرنے میں کردار ادا فرمایا اور کئی ادارے قائم کئے جو آج بھی دینِ متین کی خدمات سرانجام دے رہے۔[17]

i-انجمنِ خدام الصوفیہ کا قیام

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولین مساعی میں انجمن خدامِ الصوفیہ ہے۔ جس کا 1901ء میں قیام عمل میں آیا۔[18] اس کے ذریعے تصوف کی حقیقی روح کو اجاگر کیا گیا۔ انجمن خدامِ الصوفیہ کے ذریعے آپ نے مختلف سلاسلِ طریقت کو اتحاد و اخوت کا پیغام دیا اور عوام کو بتایا کہ حقیقی تصوف شریعتِ محمدی ﷺ کی مکمل پیروی کا نام ہے۔ اس انجمن کے آپکے نزدیک مقاصد درج ذیل تھے:

- اتحاد جمیع سلاسل تصوف
- اشاعت اسلام و تصوف
- تردید مذمت، مخالفت اسلام و تصوف
- تردید مذاہب باطلہ

[16] اسرار بخاری، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ مشرق، 9 مئی 1990ء

[17] سید منور حسین شاہ جماعتی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ السماء 7 ستمبر 2014ء

[18] پیر سید حیدر حسین شاہ، تذکرہ شاہ جماعت، ص:118

انجمن خدام الصوفیہ کے قیام کے بعد پورے برصغیر میں اہلِ تصوف میں نئی روح پیدا ہوئی۔ اس انجمن کے مقاصد میں اتحادِ سلاسل، اشاعتِ اسلام و تصوف، اسلام و تصوف پر ہونے والے اعتراضات کا رد اور باطل مذاہب کی تردید شامل تھے۔ یہ دراصل اُس وقت کے فکری، روحانی اور مذہبی انتشار کے مقابلے میں ایک عظیم اصلاحی تحریک تھی جس نے لاکھوں مسلمانوں کو دین و سنت سے وابستہ کیا۔[19]

ii–انجمن حزب الاحناف کا قیام

انجمن حزب الاحناف کے قیام، مالی معاونت اور تنظیمی استحکام میں بھی عملی شرکت کی۔ آپ کی تحریک اور مشورے سے اس انجمن نے اہلِ سنت کے دینی و تبلیغی میدان میں ایک مؤثر ادارے کی صورت اختیار کی۔

iii–ندوۃ العلماء لکھنو کی سرپرستی

ندوۃ العلماء لکھنو کے سالانہ جلسے کی صدارت کے لئے آپ تشریف لے گئے تو علامہ شبلی، مولانا عبد الحق صاحبِ تفسیر حقانی متوفی ۱۹۱۶) مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی (متوفی ۱۹۲۰ء) اور دیگر اکابر علماء نے آپ کی خدمات پر آپکو سپاس نامہ پیش کیا اور آپ کی ندوۃ العلماء کی سرپرستی کو سراہا۔[20]

iv–مجلسِ احرار اسلام کی بنیاد

مجلسِ احرار اسلام جسے مجلس احرار بھی کہا جاتا ہے، برصغیر کی ایک مذہبی مسلم سیاسی جماعت ہے جسے برطانوی راج میں 29 دسمبر 1929 کو قائم کیا گیا اس کی بنیادوں اور اغراض و مقاصد میں امیر ملت کا بہت بڑا کردار ہے۔[21]

v–مجلس احرار الاسلام حیدر آباد دکن

مجلس احرار الاسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک شروع کی تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے۔[22] آپ نے فوراً زرِ تعاون مجلس احرار کے لئے ارسال کیا اور یاران طریقت کو اس تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا۔

---

[19] کرم رضا نقشبندی جماعتی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ بلوچستان، 8 جون 2011ء

[20] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:441

[21] کرم رضا نقشبندی جماعتی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ بلوچستان، 8 جون 2011ء

[22] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:441

vi–انجمن نعمانیہ ہند لاہور

قبلہ امیر ملت نے اس انجمن کی بنیادوں میں اپنی کاوشیں شامل فرمائیں ہیں۔[23] ایک بار جلسے میں تشریف لے گئے اور انجمن کیلئے ایک سو اکیس روپے دینے کا وعدہ فرمایا۔[24]

vii–انجمن خدام المسلمین قصور

اس انجمن کے سالانہ جلسوں میں آپ کی شرکت یقینی ہوا کرتی تھی۔ جب آپ تشریف لے جاتے تو انجمن کے ناظم قاضی احسان الحق، اور جماعت رضائے مصطفٰے بریلی اور قاضی محمد حفیظ الدین رہتکی ہمراء رؤساءِ شہر ملکر آپ کا استقبال کیا کرتے۔[25] آپ نے اس انجمن کیلئے خطیر رقم پیش کی اور اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالا۔[26]

3–پیر سید جماعت علی شاہ اور سماجی فلاحی اداروں کا قیام

i–مسافر خانہ ریلوے اسٹیشن علی پور سیداں

مسافر خانہ ریلوے اسٹیشن علی پور سیداں تعمیر فرمایا جہاں ایک محافظ ہر وقت وہاں رہتا ہے تا کہ آنے جانے والوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ مسافروں کو یہاں چارپائی اور بستر بھی مہیا کیے جاتے ہیں۔[27]

ii–جماعت منزل سیالکوٹ

پرانے زمانے میں ریل صرف سیالکوٹ تک آتی تھی، دربار شریف کی نیت سے آنے والوں کے آرام کی خاطر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سیالکوٹ میں محلہ میانہ پورہ میں " جماعت منزل کے نام سے ایک مکان تعمیر فرمایا۔[28] یاران طریقت سیالکوٹ نے اس کارِ خیر میں بڑا حصہ لیا۔ مستری حاجی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے میانہ پور میں وسیع زمین خریدی، اس میں دو کنال رقبہ انہوں نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نام کر دیا۔ اسی زمین پر حضور نے جماعت منزل تعمیر کرائی۔ حضرت جب سیالکوٹ تشریف لے جاتے تھے تو یہیں قیام فرمایا کرتے تھے۔[29]

---

[23] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:446

[24] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر2، خاندان کے حالات، ماہنامہ امیر ملت، جلد12، شمارہ نمبر9۔ جولائی 2015، ص:16

[25] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:441

[26] مولانا محمد ارشد القادری، مجددِ ملت پیر جماعت علی شاہ، ص:167

[27] مفتی عبد الطیف قادری، امیر ملت اور تحریک پاکستان، روزنامہ آفتاب ملتان، 19 اپریل 2012ء

[28] پیر سید حیدر حسین شاہ، تذکرہ شاہ جماعت، ص:126

[29] مولانا مفتی محمد شفیع جوش، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، ص:21

iii-جماعت منزل مدینہ منورہ

حضرت بخشی مصطفی علی خان صاحب مہاجر مدنی خلیفہ مجاز نے کمزوری اور ضعیف العمری کے باوجود سعی بلیغ اور جانفشانی سے حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں جماعت منزل کے نام سے ایک دو منزلہ عمارت بنوائی ہے جس میں بہت سے کمرے ہیں۔ اس عمارت پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں، یاران طریقت نے اس کی تکمیل میں حصہ لیا ہے۔ حضرت عمومی شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ سجادہ نشین ثانی نے اپنی جیب خاص سے دس ہزار روپے عطا فرمائے تھے۔ حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے تمام اہل خاندان نے بھی اس کار خیر میں بڑی رقمیں ارسال کی تھیں۔ اس عمارت میں غرباء اور مساکین مستقل رہائش رکھتے ہیں اور زائرین آتے ہیں تو ان کے قیام کا بھی انتظام ہے۔ دوسری جماعت منزل کے لئے بھی بخشی مصطفی خان صاحب نے جگہ خرید رکھی تھی اور اس کی تعمیر کے لئے بھی کوشاں تھے۔[30]

iv-دومنزلہ زنانہ حویلی علی پور سیداں

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے علی پور سیداں میں ایک زنانہ حویلی دو منزلہ تعمیر فرمائی ہے۔[31] اس میں چھوٹے بڑے کل چالیس کمرے ہیں، دور دور سے آنے والی مہمان خواتین یہیں آکر ٹھہرتی ہیں اور آرام پاتی ہیں۔ حضرت امیر ملت کے خاندان کی تمام عورتیں اور بیبیاں اس مکان میں رہائش پذیر ہیں کھانا چائے کا انتظام اس حویلی میں ہوتا ہے۔[32]

v-شیش محل علی پور سیداں

مردوں کے قیام و آرام کے لئے بھی حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک وسیع دو منزلہ مکان بنایا ہے جو عرف عام میں شیش محل کے نام سے مشہور ہے۔[33] اس میں پچیس کمرے ہیں، ہر کمرہ کسی شہر کے یارانِ طریقت کے نام سے مخصوص ہے۔[34] عرس شریف کے موقع پر مہمان آتے ہیں تو سب کمروں میں فرش کر دیا جاتا ہے اور سب اپنے اپنے کمروں میں ٹھہر جاتے ہیں۔[35]

---

[30] ڈاکٹر ریاض احمد مجید، تحریکِ خلافت میں پیر سید جماعت علی شاہ کا کردار، ص:32

[31] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:436

[32] منور احمد خان، امیر ملت اور قائد اعظم محمد علی جناح، ماہنامہ الہام بہاولپور، 12مارچ، 2019ء

[33] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:436

[34] پیر سید حیدر حسین شاہ، تذکرہ شاہ جماعت، ص:122

[35] مولانا عبد الحامد بدایونی، تذکرۂ امیر ملت، ص:301

vi-مہمان خانہ علی پور سیداں

مسجد نور کے جانب شمال حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور دو منزلہ مکان مہمانوں کے لئے تعمیر کروایا تھا۔[36] اس میں چھوٹے بڑے پندرہ کمرے ہیں، عرس شریف کے دنوں میں یہاں بھی مہمان قیام کرتے ہیں۔ نچلی منزل میں سال بھر کے خرچ کے لئے غلہ محفوظ رکھا جاتا ہے، راقم بھی دروازے کے قریب اسی مکان کے ایک کمرے میں قیام رکھتا ہے، دوسرے اوقات میں آنے والے مہمان میرے پاس بھی قیام کرتے ہیں۔[37]

vii-کنوئیں والی حویلی

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کنوئیں پر بھی ایک بڑی حویلی تعمیر فرمائی تھی، یہ حویلی تقریباً چار کنال پر بنی ہوئی ہے۔ یہاں بھی مہمان قیام کرتے ہیں۔ عرس شریف کے موقع پر تو خصوصیت سے یہ جگہ زائرین کے لئے محفوظ ہوتی ہے۔ دیگر ایام میں کاشت کرنے والے درویش یہاں رہتے ہیں اور کاشت سے متعلق مال مویشی بھی یہیں رکھے جاتے ہیں۔ برادرم حاجی حافظ سید بشیر حسین شاہ صاحب (متوفیٰ ۱۹۷۶ء خلف الرشید شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب) اس وقت کاشت کاری کے منتظم تھے، لہذا وہ قیام فرماتے تھے۔[38]

viii-علی پور سیداں میں تین تالاب

علی پور سیداں کا علاقہ بارانی ہے اب سے کافی عرصہ قبل ایک دفعہ پنجاب میں قحط پڑا تھا علی پور سیداں اور نواحی دیہات سب سے زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ اس جگہ مویشیوں تک کے لئے پانی نایاب تھا۔ سب مردوزن بھی پریشان تھے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے علی پور سیداں میں تین تالاب کھدوانے شروع دیئے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو کام میسر آگیا، مزدوری حاصل ہونے لگی اور روزی کا انتظام ہوگیا۔ چند سالوں میں تینوں تالاب کھد کر تیار ہوگئے، بارش کے موسم میں یہ تالاب پانی سے بھر جاتے ہیں، اور سال بھر مال مویشی پانی پیتے ہیں۔

سید اختر حسین شاہ لکھتے ہیں:

> ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت کیا: اختر! یہ اتنے مال مویشی کہاں سے آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: گردونواح کے دیہات میں پانی نہیں ہے۔ اس لیے وہ اپنے مویشیوں کو یہاں لاکر پانی پلاتے ہیں، خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا الحمدللہ ہم نے جو کچھ خرچ کیا تھا وہ وصول ہوگیا ہے۔[39]

---

[36] پیر سید حیدر حسین شاہ، تذکرہ شاہ جماعت، ص:26

[37] ڈاکٹر ریاض احمد مجید، تحریکِ خلافت میں پیر سید جماعت علی شاہ کا کردار، ص:32

[38] منور احمد خان، امیر ملت اور قائداعظم محمد علی جناح، ماہنامہ الہام بہاولپور، 12 مارچ، 2019ء

[39] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:283

قحط اور خشک سالی کے زمانے میں جب لوگ شدید پریشانی کا شکار تھے، آپ نے تالابوں کی تعمیر کے ذریعے سینکڑوں افراد کو مزدوری فراہم کی اور بعد ازاں یہی تالاب انسانوں، مویشیوں اور کاشت کاری کے لیے مستقل فائدے کا سبب بنے۔ اس طرح آپ کی یہ خدمت رفاہِ عامہ، معاشی معاونت اور زرعی ترقی کا ایک جامع منصوبہ تھی۔

ix- سرائیں و دیگر عمارات

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو سرائے اور کنوئیں بنوانے کا اہتمام بھی بطور خاص ملحوظ خاطر ہے۔ کنوئیں کھدوائے یا سرامیں بنوائیں سب کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں، کیونکہ آپ جہاں تشریف لے جاتے وہاں مسلمانوں کے لیے مساجد کا اہتمام ضرور فرماتے تھے۔ پیر سید منور حسین لکھتے ہیں:

> حضور کے پاس ہمیشہ زائرین و معتقدین کی آمد کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ یاران طریقت کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی کثیر تعداد میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر مدارت حضور کا شیوہ تھا۔ اس لئے ان کے ہر قسم کے آرام کا خیال فرماتے تھے۔[40]

اسلامی تہذیب میں رفاہِ عامہ کے لیے تعمیرات، خصوصاً سراؤں، مسافر خانوں، کنوؤں اور مساجد کی تعمیر کو نہایت عظیم سماجی خدمت قرار دیا گیا ہے۔ قدیم ادوار میں جب سفر دشوار، طویل اور خطرات سے بھرپور ہوتے تھے، اُس وقت مسافروں کے لیے آرام گاہوں اور پانی کی فراہمی کا انتظام انسانی خدمت اور دینی فریضہ سمجھا جاتا تھا۔ برصغیر کے صوفیائے کرام نے خانقاہی نظام کے ذریعے نہ صرف روحانی اصلاح کی بلکہ عوامی فلاح کے لیے سرائیں، مساجد، کنویں اور دیگر رفاہی عمارات بھی قائم کیں، جنہوں نے معاشرتی استحکام اور انسانی ہمدردی کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

x- بیوگان کی شادیوں کا اہتمام

بیوہ عورتوں کے نکاح کا اہتمام اسلام کی عظیم سماجی، اخلاقی اور انسانی تعلیمات میں شامل ہے، مگر برصغیر کے بعض جاہلانہ معاشرتی رسم و رواج نے بیوہ خواتین کی زندگی کو محرومی، تنہائی اور ذلت کا شکار بنا دیا تھا۔ ایسے ماحول میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ نے نہایت جرأت و استقامت کے ساتھ نکاحِ بیوگان کی تحریک چلائی اور فرسودہ روایات کے خلاف آواز بلند کی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ بیوہ عورتوں کو نکاح سے محروم رکھنا اسلامی تعلیمات کے خلاف اور معاشرتی فساد کا سبب ہے۔ آپ کی اس اصلاحی جدوجہد نے معاشرے میں عورت کے احترام، تحفظ اور پاکیزہ خاندانی نظام کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ برصغیر کے جاہل مسلمانوں کیلئے نکاح بیوگان کی ایسی صاف صاف تبلیغ ان لوگوں کے

[40] سید منور حسین شاہ جماعتی، امیر ملت، امروز ہفت روزہ، 24 اپریل، 1987ء

لئے ایٹم بم سے کم نہ تھی۔ سب برگشتہ ہو کر مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ یہ ہماری خاندانی روایات کے منافی ہے، ہم ایسے ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ سید اختر حسین شاہ لکھتے ہیں:

> حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بیوہ کا نکاح نہ کرنے کی خرابیاں سمجھائیں اور بتایا کہ اس بری رسم کی وجہ سے تمہارے گھروں میں بدکاری کا عام طور پر رواج ہے، اور اس طرح تم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی کئی طریقوں سے سرتابی کر کے اپنی دنیا اور آخرت خراب کر رہے ہو۔ آپ نے اعلان فرما دیا کہ میں بیوہ عورتوں کا نکاح کرائے بغیر یہاں سے قدم نہیں اُٹھاؤں گا۔ اس پر بات بہت بڑھ گئی، دونوں طرف سے مقابلہ کے چیلنج دیئے جانے لگے اور یہاں فتنہ فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ گاؤں کے بوڑھے لاٹھیاں اٹھا کر وہاں پہنچ گئے۔ جہاں آپکا قیام تھا تو پھر آپ ان کو لیکر قریب ہی جنگل میں لئے گئے اور مختلف جگہوں نے زمین کھدوائی تو نیچے بچوں کی لاشیں اور ہڈیاں ملیں اور پھر گئی گھروں میں زمین کھدوائی گئی تو وہاں پر بھی ایسے ہی تھا، تب جا کر ان سب نے توبہ کی اور داخل سلسلہ ہوئے۔[41]

امیر ملت کی اس سماجی خدمت کے اثرات آج بھی مسلم معاشرے میں نمایاں ہیں، جہاں بیوہ خواتین کے نکاح کو اسلامی حق اور معاشرتی ضرورت کے طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ آپ نے جہالت، غیر اسلامی رسموں اور معاشرتی ظلم کے خلاف عملی جدوجہد کر کے خواتین کے وقار اور تحفظ کو مضبوط بنایا۔[42]

xi-یتیم خانے تعمیر کروانا

یتیموں کی کفالت اور ان کے لیے پناہ گاہوں کا قیام اسلام کی نہایت عظیم سماجی خدمت شمار ہوتا ہے، کیونکہ یتیم بچے معاشرے کا وہ طبقہ ہوتے ہیں جو شفقت، تعلیم، تربیت اور معاشی سہارا نہ ملنے کی وجہ سے محرومی اور احساسِ تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے یتیموں کے حقوق کی حفاظت کو عبادت اور تقویٰ سے تعبیر کیا ہے۔ اسی اسلامی تعلیم کے پیش نظر امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں درسگاہ اور یتیم خانے کے قیام کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ آپ نے نہ صرف عمارت تعمیر کروائی بلکہ یتیم اور نادار بچوں کی تعلیم، رہائش اور کفالت کا مستقل انتظام بھی فرمایا، جس کے اثرات آج بھی دینی و سماجی خدمت کی روشن مثال کے طور پر نمایاں ہیں۔ سید منور حسین شاہ جماعتی مدینہ منورہ میں درسگاہ اور یتیم خانے کے قیام کے متعلق لکھتے ہیں:

> حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ میں ایک عظیم دینی درسگاہ کے قیام کا خصوصی شوق اور جذبہ تھا۔ آپ نے وہاں ایک وسیع و عریض زمین خرید فرمائی اور ایک عظیم عمارت کی تعمیر کا آغاز کیا، جو بعد میں کئی منزلہ ادارے کی صورت اختیار کر گئی۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں وہاں درسگاہ اور یتیم خانہ قائم ہو چکا تھا، جہاں طلبہ دینی تعلیم حاصل کرتے اور یتیم و نادار

[41] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:213

[42] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 10، سیرت و کردار، ماہنامہ امیر ملت، جلد 13، شمارہ نمبر 3۔ اگست 2016، ص:4

بچوں کی کفالت کی جاتی تھی۔ آپ اس ادارے کے اخراجات اور تعمیرات کے لیے مسلسل مالی معاونت بھی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ شدید علالت کے باوجود 1946ء میں آپ نے اس ادارے کے لیے چار ہزار روپے بطور عطیہ روانہ فرمائے، جو آپ کی دینی حمیت اور فلاحی جذبے کی عظیم مثال ہے۔[43]

امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خدمت محض ایک فلاحی منصوبہ نہ تھی بلکہ امتِ مسلمہ کے مستقبل کی تعمیر کا ایک عظیم ذریعہ تھی۔ یتیم خانے اور درسگاہ کے قیام سے بے سہارا بچوں کو تعلیم، تربیت اور اسلامی ماحول میسر آیا، جس سے معاشرے میں دینی شعور اور انسانی ہمدردی کو فروغ ملا۔ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس قرآنی حکم کو عملی صورت عطا کرتے ہوئے یتیموں کی کفالت کو اپنی زندگی کا اہم مشن بنایا۔ آج بھی آپ کے قائم کردہ اداروں کے اثرات یہ ہیں کہ دینی مدارس، فلاحی تنظیمیں اور یارانِ طریقت یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت، کفالت اور بہبود کے منصوبوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔ اس طرح آپ کی یہ خدمت موجودہ دور میں اسلامی فلاحی معاشرے کے قیام کیلئے مشعلِ راہ بن چکی ہے۔

xii-فری ڈسپنسری کا قیام

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علاقوں خصوصاً دور افتادہ مقامات میں فری ڈسپنسریاں اور شفاخانے قائم فرمائے، جہاں غریب اور نادار مریضوں کو مفت علاج اور ادویات فراہم کی جاتی تھیں۔ یہ خدمات نہ صرف جسمانی امراض کے علاج کا ذریعہ بنیں بلکہ دینی و اخلاقی اصلاح کا بھی مؤثر وسیلہ ثابت ہوئیں۔ پیر سید اختر حسین شاہ لکھتے ہیں:

امیر ملت محی السنۃ مجددِ دوران، قیومِ زمان قدوۃ السالکین الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ ارتداد میں چھوٹے بڑے شفاخانے بھی قائم کیے تھے۔[44]

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عوامی فلاح اور خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت مختلف علاقوں میں شفاخانے قائم فرمائے۔ موضع نوگانواں ضلع متھرا میں قائم کردہ شفاخانہ نہایت وسیع پیمانے پر خدمات انجام دیتا تھا، جہاں دور دراز علاقوں سے مریض علاج کے لیے آتے تھے۔[45]

---

[43] سید منور حسین شاہ جماعتی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، روزنامہ الشرق انٹرنیشنل، 9 مئی 2014ء

[44] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 10، سیرت و کردار، ماہنامہ امیر ملت، جلد 13، شمارہ نمبر 3۔ اگست 2016، ص:4

[45] علامہ محمد مسعود قادری، پیر سید جماعت علی شاہ سرکار محدثِ علی پوری کے سو واقعات، ص:144

4-پیر سید جماعت علی شاہ اور سماجی تعلیم و تربیت میں اداروں کا قیام

i-مدرسہ نقشبندیہ میسور انڈیا

میسور میں مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نقشبندیہ قائم فرمایا تھا۔ جواب تک دینی خدمت انجام دیتا رہا ہے۔

ii-مدرسہ نقشبندیہ قصور پاکستان

جامع مسجد حاجی کالے خان صاحب مرحوم کوٹ عثمان خان قصور میں مولانا غلام رسول گوہر صاحب، متوفی 1985 کی نگرانی میں مدرسہ نقشبندیہ کام کرتا رہا۔ فیصل آباد مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جوش کا اظہار فرمایا تھا اور جیب خاص سے گراں قدرر قوم عطا فرمائی تھیں۔ اس مسجد میں بھی مدرسہ قائم کیا تھا جو خدا کے فضل سے جاری ہے۔[46]

iii-مدرسہ نقشبندیہ سانگلہ ہل

سانگلہ ہل میں ڈاکٹر غلام حیدر متوفی 1986ء خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نقشبندیہ قائم کیا تھا۔ جو دینی خدمات اب بھی انجام دے رہا ہے۔[47]

iv-مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ پشاور

مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ پشاور کے مہتمم ایک قاری صاحب جو نہایت مخلص اور با اخلاق شخص ہیں یہاں کام کرتے ہیں۔

v-مدرسہ نقشبندیہ گجرات

گجرات میں مرکزی جامع مسجد حاجی پیر بخش مرحوم میں حاجی حافظ مولانا پیر سید ولایت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1970ء کی نگرانی میں مدرسہ نقشبندیہ قائم ہوا تھا، جو ان کے جانشینوں کی سرپرستی میں بخیر و خوبی جاری ہے۔

vi-مدرسہ نقشبندیہ ڈسکہ سیالکوٹ

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں مولانا محمد شریف صاحب خلیفہ مجاز متوفی 1984 حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ نقشبندیہ کے نگران تھے۔ اُن کی وفات کے بعد ان کے بیٹے منتظم ہیں اور بڑی خوبصورتی سے مدرسہ چلا رہے ہیں۔

---

[46] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:410

[47] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر58، تعمیرِ مساجد، ماہنامہ امیر ملت، جلد11، شمارہ نمبر11۔ جولائی 2021، ص:16

vii-مدرسہ نقشبندیہ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ میں مدرسہ نقشبندیہ کے منتظم حافظ قاری محمد بشیر صاحب جماعتی تھے اور اب انکی اولاد اس مدرسہ کو بطریق احسن چلا رہی ہے۔

viii-مدرسہ نقشبندیہ شیخوپورہ

موضع بنوں چک نمبر 1 ضلع شیخوپورہ کا مدرسہ نقشبندیہ مولوی حافظ ریاض الحسن صاحب کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔[48]

ix-مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

مکہ معظمہ کا مدرسہ صولتیہ ایک قدیم اور مقتدر درسگاہ ہے۔ اس کی تکمیل ہو چکی ہے اور علوم دینیہ و قرآنیہ میں پیش پیش ہے۔ اس مدرسہ کے اخراجات کے لئے حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے بارہ ہزار روپے ارسال فرمائے۔

x-مدرسہ مدینہ منورہ

مدینہ منورہ میں بخشی مصطفیٰ علی خان نے قبلہ امیر ملت کے حکم پر وہاں مدرسہ قائم کیا جو کہ آج بھی وہاں موجود ہے۔

xi-مدرسہ نعمانیہ لاہور

لاہور کا مدرسہ نعمانیہ قدیم دینی درسگاہ ہے۔ آپ نے 1985ء میں اس کے قیام و اجراء کیا اور حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ تام دم زیست اس میں حصہ لیتے رہے تھے، اور ہمارے علم میں ہے کہ آپ کو اس کی امانت اور بہبود سے خاص دلچسپی رہی اور آج بھی آپکے نام کی تختی وہاں پر موجود ہے۔

xii-دار العلوم حزب الاحناف لاہور

دار العلوم حزب الاحناف لاہور کی تاسیس سے لے کر تادم آخر قلمے، قدمے سخنے، دامے، درمے اعانت فرماتے رہے اور ہر طرح سے سرپرستی بھی فرماتے رہے۔[49]

xiii-پچاس سے زائد مدارس کا قیام

قیوم زمان قدوۃ السالکین پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جن مدارس کی بنیاد رکھی ان مدارس کی تعداد پینتالیس سے زیادہ تھی۔ اور آج پچاس سے زائد مدارسِ دینیہ ہیں جو کہ سماج کی تعمیر و ترقی اور دینی و عصری تعلیم سے نسل نو کی تربیت میں کوشاں ہیں۔

---

[48] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:413

[49] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:441

5-پیر سید جماعت علی شاہ کی مذہبی و سماجی خدمات کے اثرات

خدمتِ خلق اور دعوت و تبلیغ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ قرآنِ مجید اور سیرتِ نبوی ﷺ میں انسانیت کی بھلائی، دینی راہنمائی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کو عظیم عبادت قرار دیا گیا ہے۔ اولیائے کرام نے ہمیشہ انہی اوصاف کو اپنی زندگی کا محور بنایا اور اپنی عملی جدوجہد کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کی۔

i-لاکھوں لوگوں کا دعوتِ دین قبول کرنا

تحصیل علم کے زمانے کے بعد سے مدت العمر آپ نے اپنا سارا وقت تبلیغ وارشاد میں صرف کیا۔ عمر کا وہ حصہ جسے کہولت میں شامل سمجھا جاتا ہے، اُس دور میں بھی آپ شبانہ روز خلق خدا کی خدمت اور ہدایت میں مصروف رہتے تھے۔

سفر ہو یا حضر، ان معمولات میں فرق نہ آتا تھا۔ ہزاروں لاکھوں عقیدت مند اور سائل شب وروز حاضر خدمت ہوتے رہتے مگر آپ قطعانہ تھکتے، اُن کی مقصد بر آری اور اُن کی خدمت سے خوش ہوتے تھے۔[50]

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی خدمتِ دین، خدمتِ خلق اور دعوت و ارشاد سے عبارت نظر آتی ہے۔ آپ نے تحصیلِ علم کے بعد تمام عمر دینِ اسلام کی تبلیغ، عوام الناس کی اصلاح اور ضرورت مندوں کی خدمت میں بسر کی۔ بڑھاپے اور کمزوری کے ایام میں بھی آپ کے شب وروز خلقِ خدا کی ہدایت اور خیر خواہی میں گزرتے تھے۔ سفر و حضر ہر حال میں آپ کے معمولات یکساں رہتے اور ہزاروں افراد روحانی، دینی اور سماجی رہنمائی کے لیے حاضر ہوتے۔

ii-خواتین کی تربیتِ اسلامی

آج ہمارے معاشرے وسماج میں کثیر خواتین علمی مجالس میں شرعی حدود کی وجہ سے کم شامل ہوتی ہیں اور اکثر و بیشتر دقیق دینی مسائل سیکھنے سے محروم رہ جاتی ہیں مگر آپ کے فیض اور توجہ سے:

ہزاروں عورتیں بے حد نیک اور پارسا بن گئیں۔ آپ عورتوں کو نماز، روزے کے مسائل بتاتے اور پابندی کی سخت تاکید کرتے۔ عورتوں کے مخصوص مسائل سے اُن کو واقف کرتے۔[51]

---

[50] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 55، سماجی خدمات، ماہنامہ امیر ملت، جلد 17، شمارہ نمبر 8۔ اپریل 2021ء، ص:17

[51] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:142

آپ عورتوں کو پاکی پلیدی غسل و وضو، فرائض خانگی اور حقوق خاوند وغیرہ احکام تفصیل سے ان کو بتاتے اور ان پر کاربند رہنے کی سخت تاکید کرتے، پردے کا حکم تاکیدی طور پر دیتے۔ اگر کوئی عورت حکم شرعی کے مطابق لباس پہنے ہوئے نہ ہوتی تو اسے آپ کے سامنے آنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔[52]

iii-سلاطین وامراء تربیت واصلاح

سلاطین وامراءاور انکے اہل خانہ کو دعوتِ دین دیا کرتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی بیوی سے فرمایا:

تم کو ایک بالشت بھر کپڑا اور دستیاب نہ ہوا جو آستین پوری کر لیتیں۔ عورتوں کے لئے بازو ننگا رکھنا حرام ہے، نیم آستین سے نماز نہیں ہوتی۔[53]

چنانچہ اس نے توبہ کی کہ ایسی قیص نہیں پہنوں گی۔ سر ننگا رکھنے سے، ایسا باریک دوپٹہ اوڑھنے سے جس میں بال نمایاں ہوں اور باریک کپڑا پہننے سے بھی عورتوں کو منع فرماتے تھے۔

آپ کے احکام وفرامین پر عامل و کاربند ہو کر بعض عورتیں تو اپنے شوہروں سے زیادہ متقی اور صالح بن جاتی تھیں اور پھر اپنے خاوندوں کی کوتاہیوں کی شکایت آپ کی خدمت میں کیا کرتی تھیں۔

iv-فرائض کا اہتمام

جس طرح آپ کا تمام وقت اشاعت دین اور تلقین مذہب میں صرف ہوتا تھا، اسی طرح آپ سب دوست احباب کو حج کی ترغیب بھی دیتے رہتے تھے۔ کسی سے فرماتے تم پر حج فرض ہے، اس سال ضرور چلنا ہے، کسی کو ہدایت ہوتی زندگی کا کیا اعتبار ہے؟ حج کے فریضہ سے فورا سبکدوشی حاصل کر لو۔ اگر کوئی عرض کرتا حضور میرے پاس تو زادراہ کا کوئی انتظام نہیں تو ارشاد ہوتا، بس تم نیت کر لو انتظام ہو جائے گا، اور واقعی اللہ تعالی کے فضل و کرم سے خود بخود خلاف توقع انتظام ہو جاتا۔ کسی سے فرماتے حج مبارک ہو! وہ حیران ہوتا کہ نہ میرا ارادہ ہے نہ میرے پاس پیسہ ہے، یہ ایسی مبارک باد، لیکن غیب سے کوئی نہ کوئی وسیلہ پیدا ہو جاتا۔

حاجی خوشی محمد زرگر فیروزپوری ثم ملتانی ۱۹۰۱ - ۱۹۷۲ء) خلیفہ مجاز سے علی پور شریف میں فرمایا کہ: تم بھی حج کو چلو انہوں نے عرض کیا، میرے پاس تو ایک پیسہ بھی نہیں، فرمایا تم تیاری کرو، اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ جب وہ فیروزپور اپنے گھر پہنچے تو غیب سے زادراہ کا انتظام ہو گیا۔ ایک مائی نے خود اپنے گھر بلا کر کہا: تمہارے حج کے اخراجات میں برداشت کروں گی تم جا کر حج کر آؤ۔[54]

---

[52] سید صابر حسین شاہ بخاری، تحفظِ ختم نبوت، ص:12

[53] علامہ محمد ذاکر الحسن حیدری، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ، روزنامہ جنگ، 28 مئی 1998ء

[54] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 55، سماجی خدمات، ماہنامہ امیر ملت، جلد 17، شمارہ نمبر 8۔ اپریل 2021ء، ص:17

چوہدری غلام جیلانی ہوشیار پوری ثم فیصل آبادی نے بیان کیا : مجھ سے آپ نے فرمایا تم حج پر چلو گے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو خرچ بالکل نہیں ہے۔ فرمایا تیاری کرو، سب انتظام ہو جائے گا۔ انہوں نے گھر پہنچ کر ایک رشتہ دار کو تار دیا، اُس نے فوراً جواب دیا کہ آمد ورفت کا کرایہ ارسال کرتا ہوں، میری بیوی کو ساتھ لے کر حج کر آئیں۔ چنانچہ اُن کو حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح بھائی نصیب علی خان رہتکی خلیفہ مجاز (۱۸۷۹ء-۱۹۶۰ء) کو بھی حاجی ذاکر علی صدیقی رہتکی خلیفہ مجاز (۱۹۰۲ء-۱۹۷۹ء) کی وساطت سے حج کروادیا۔

v- سینکڑوں مساجد کی تعمیر

اسلامی تہذیب میں مسجد کو صرف عبادت گاہ نہیں بلکہ دینی، روحانی، تعلیمی اور دعوتی مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب سے پہلے مسجد کی تعمیر فرمائی اور اسی کو دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور اصلاحِ معاشرہ کا مرکز بنایا۔ اولیائے کرام اور مصلحینِ امت نے بھی اسی اسوۂ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز مساجد سے کیا۔ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی زندگی میں بھی مسجد کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔[55]

vi- مساجد کی آبادکاری

ایک دفعہ کا واقعہ خود آپ نے بیان فرمایا تھا کہ آپ ایک گاؤں میں غیر آباد مسجد میں جاکر قیام پذیر ہو گئے۔ نماز کے وقت ایک شخص آیا، اذان دی اور چلا گیا۔ آپ نے تعجب فرمایا کہ یہ شخص اذان دے کر نماز پڑھے بغیر کیسے چلا گیا۔ دوسری نماز کے وقت وہ آیا اور اذان دے کر جانے لگا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دریافت فرمایا کہ تم اذان دیتے ہو تو نماز کیوں ادا نہیں کرتے۔ اُس نے جواب دیا، نماز تو یہاں کوئی نہیں پڑھتا، مجھے اذان کی اجرت دی جاتی وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ تب آپ نے لوگوں کو جمع کیا نماز ادا فرمائی اور اس مسجد کی آبادکاری کا آغاز و اہتمام فرمایا۔[56]

vii- عقائد کی اصلاح اور ہندوانہ رسم ورواج کا تدارک

راجپوت اور جاٹ قبائل کے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے وہ بیچارے ایسے بہت سے خلاف شرع اعمال پر گامزن تھے۔ اس زمانے میں مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم رائج تھیں، جن کی بجاآوری وہ ضروری سمجھتے تھے۔

آپ پہلی مرتبہ کونکودر ضلع جہلم تشریف لے گئے وہاں ایک درخت کی جڑ میں ایک بہت بڑا پتھر گڑا ہوا تھا۔[57]

---

[55] غلام رسول جماعتی، حضرتِ امیر ملت مجددِ دین وملت، ص:51

[56] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 55، سماجی خدمات، ماہنامہ امیر ملت، جلد 17، شمارہ نمبر 8۔ اپریل 2021ء، ص:17

[57] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 55، سماجی خدمات، ماہنامہ امیر ملت، جلد 17، شمارہ نمبر 8۔ اپریل 2021ء، ص:17

دیہات کے مسلمانوں میں ہندوانہ رسمیں عام طور پر رائج تھیں۔ ان کو پتا ہی نہ تھا کہ بہت کی رسمیں خلاف شریعت ہیں۔ وہ اپنے اجداد کی رسموں کو صحیح سمجھتے تھے اور کوئی بتانے والا نہ تھا کہ وہ اس طرح کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں۔[58]

viii-امیر ملت کی مذہبی خدمات کے غیر مسلموں پر اثرات

پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیشنل اور انٹر نیشنل سطح پر دعوتی خدمات کے اثرات یہ ہوتے تھے کہ لاکھوں غیر مسلم ہندو و سکھ اور دیگر غیر مسلم لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

ix- سینکڑوں غیر مسلمین کا قبول اسلام

پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان الوالعزم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے معاشرے میں لوگوں میں مل جل کر زندگی گزاری۔ سادگی کو رواج دیا۔ الفاظ اور تقریروں سے زیادہ ان کا کردار لوگوں کیلئے قابل تقلید رہا ہے۔ نجمی مؤرخین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مؤرخین لکھتے ہیں اپنے تو اپنے رہے نوے لاکھ کافر ہندوؤں نے بھی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔[59]

پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ معین الدین کے نقش قدم پر چل کر سینکڑوں غیر مسلم مسلمان کئے اور ہر دور پر فتن میں ان صوفیاء کا کردار ہمیں مشعل راہ کی مانند نظر آتا ہے۔

x-25ہزار ہندوں کا قبول اسلام

آپ غیر مسلمین کو بھی دعوتِ حق دیا کرتے تھے روزانہ سرکاری عہدیدار، تاجر فوجی، ملازم اور غیر مسلم، غرض ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے حاضر ہو کر جوق در جوق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوتے تھے اور پند و نصائح سن کر اتباع شریعت میں سرگرم ہو جاتے تھے اور غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوتے۔

غرض تقریباً بیس، پچیس ہزار خلق خدا اُس زمانے میں آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئی۔[60]

---

[58] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:207

[59] نجمی، محمود میاں، قصص الاولیاء، عام مفید کتب خانہ، لاہور، کراچی، اپریل، 1999ء، ص44

[60] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:227

بنگلور، میسور، نیل گڑھی وغیرہ میں آپ کا قیام گیارہ مہینے تک رہا، آپ کا شہرہ سن کر دور دراز سے لوگ آتے اور داخل سلسلہ ہو کر فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے تھے۔ چندپٹین، منڈا، مدھور، کنور، ہیروڑ، نجن گڑھ، لگے مری، نومی پیٹ، پھیکیشوان، صالح، گرام، گنجام، سرنگا پٹم وغیرہ دور دور سے لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔

xi-ساٹھ لاکھ ہندوؤں کا قبول اسلام

قبلہ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کی دعوتِ دین کی خدمات اور انکے اثرات کا یہ عالم تھا کہ بخشی مصطفیٰ علی خان اپنی کتاب آفتابِ ماتاب میں لکھتے ہیں کہ ساٹھ لاکھ ہندوؤں اور غیر مسلموں نے کلمہ پڑھ لر حضرت امیر ملت کے دست حق پر اسلام قبول کیا۔[61]

xii-امر تسر کے سکھوں کا قبول اسلام

آپ نے نہ صرف مسلمانوں کی اصلاح فرمائی بلکہ غیر مسلمین خصوصاً سکھ برادری میں بھی اسلام کی دعوت پہنچائی یہ امیر ملت کی غیر معمولی جرأت، دینی حمیت اور دعوتی بصیرت کا واضح ثبوت ہے۔[62] علامہ پیر احمد رضا قادری ترنتارن کے واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں: حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے ترنتارن جاکر سکھوں کو دعوتِ حق دی جس کے نتیجے میں کئی سکھ مسلمان ہوئے۔[63]

مردوں کے علاوہ عورتیں بھی کثرت سے حلقہ ارادت میں شامل ہوئیں۔ ہر روز مغرب وعشاء کے درمیان محلہ نعمل بند داری میں صوبیدار سید محمد کی حویلی میں حلقہ ذکر انعقاد پذیر ہوتا تھا۔[64]

xiii-شہزادی کونٹس اسکپوٹ کا قبولِ اسلام

1916ء میں جبکہ جنگ عظیم برپا تی، بنگلور چھاؤنی میں رسالہ ریمونٹ ڈپو کی مسجد میں بعد نماز جمعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کا وعظ ہوا۔ اس رسالہ کے تمام انگریز افسر مع اپنی یورپین بیویوں کے صحن مسجد میں وعظ سننے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اس رسالہ کا کرنل ایک عالی خاندان لارڈ تھا۔ اس کا نام لارڈ اسکپوٹ تھا۔ یہ جبری بھرتی قانون کے تحت داخل فوج تھا، تمام انگریز افسر اردو اچھی طرح جانتے تھے اور بعض کی بیویاں بھی اردو پڑھی ہوئی تھیں۔ انگریز فوج کے اجتماع میں "اسلام ہی سچا مذہب ہے" کے عنوان پر حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے سیر حاصل وعظ فرمایا:

---

[61] بخشی مصطفیٰ علی خان مہاجر مدنی، آفتابِ ماتاب، مطبوعہ کراچی 1963 ص:3

[62] سید اختر حسین شاہ، سیرتِ امیر ملت، ص:115

[63] علامہ پیر احمد رضا قادری، پیر جماعت علی شاہ اور تحریکِ اسلام، ص:118

[64] سیرتِ امیر ملت، قسط نمبر 44، خدماتِ تصوف، ماہنامہ امیر ملت، جلد16، شمارہ نمبر 5۔ جنوری 2021، ص:16

اسی شام کرنل مذکور کی بیگم جو یورپ کے ملک سویڈن کے متوفی بادشاہ کی پوتی تھی اور تخت نشین شاہ کی چچازاد بہن تھی نے قاصد بھیجا کہ کوئی وقت مقرر فرمائیں وہ آپ سے دین کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ آپ کی اجازت سے وہ دوسرے ہی دن بروز ہفتہ دس بجے صبح حاضر ہوئی۔ ایک کمرے میں تین کرسیاں لگوا کر آپ نے اپنے ایک یار طریقت بیرسٹر عبد الوہاب کو ترجمان بنا کر گفتگو شروع کی جو تین گھنٹوں سے زیادہ جاری رہی بخشی مصطفی علی خان اور دیگر یاران طریقت باہر دالان میں حاضر تھے اتنے میں ظہر کی اذان ہوئی۔ اس کے صرف پانچ منٹ بعد کمرے سے توبہ استغفار و کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کی آواز سنائی دی اور مزید چند منٹ بعد شہزادی کو نٹس اسکیوٹ داخل اسلام ہو کر گھر واپس ہوئی۔[65]

خلاصہ تحقیق

پیر سید جماعت علی شاہ کی مذہبی، دعوتی، تعلیمی، ادارہ جاتی اور سماجی خدمات کا تاریخی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ برصغیر کی ان نابغۂ روزگار دینی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے دعوتِ اسلام کو محض وعظ و تلقین تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک منظم، ہمہ گیر اور دیرپا اصلاحی تحریک کی صورت دی۔ آپ نے برصغیر، افغانستان، کشمیر، دکن، میسور، جموں اور دیگر علاقوں کے طویل دعوتی اسفار کے ذریعے اسلام کی تعلیمات کو عام کیا، مختلف طبقاتِ معاشرہ، حکمرانوں، علماء، امراء اور عوام کی اصلاح و تربیت کی، اور دینِ اسلام کے اعتدال، اخوت، محبت اور رواداری کے پیغام کو مؤثر انداز میں فروغ دیا۔ تحقیق سے یہ امر بھی نمایاں ہوتا ہے کہ پیر سید جماعت علی شاہ نے مذہبی و سماجی اصلاح کو مضبوط ادارہ جاتی بنیادیں فراہم کیں۔ انجمن حزب الاحناف، مختلف تعلیمی و دینی اداروں، مدارس، مسافر خانوں، مہمان خانوں، فری ڈسپنسریوں، یتیم خانوں اور رفاہی مراکز کے قیام کے ذریعے انہوں نے معاشرے کی مذہبی، تعلیمی اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کی عملی کوشش کی۔ خواتین کی دینی تربیت، بیوگان کی کفالت، غریبوں کی امداد، مساجد کی تعمیر و آبادکاری اور تعلیمِ قرآن و سنت کے فروغ نے ان کی اصلاحی فکر کو عوامی سطح پر ایک مؤثر تحریک میں تبدیل کر دیا۔ پیر سید جماعت علی شاہ کی خدمات نے برصغیر میں دینی بیداری، سماجی استحکام، تعلیمی فروغ اور بین المذاہب روابط پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ مختلف تاریخی ماخذ میں مذکور قبولِ اسلام کے واقعات اور دعوتی اثرات، اگرچہ اپنے تاریخی تناظر میں قابلِ فہم اور مزید تحقیقی جانچ کے متقاضی ہیں، تاہم مجموعی طور پر ان کی دعوتی جدوجہد کے وسیع اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کی قائم کردہ مذہبی و رفاہی روایات آج بھی متعدد اداروں اور حلقہ ہائے ارادت کے ذریعے جاری و ساری ہیں۔ اس بنا پر پیر سید جماعت علی شاہ کی شخصیت محض ایک روحانی پیشوا نہیں بلکہ ایک مؤثر مصلح، داعی، معلم، سماجی رہنما اور ادارہ ساز کے طور پر سامنے آتی ہے، جن کی خدمات برصغیر کی مذہبی و سماجی تاریخ میں ایک اہم اور پائیدار باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔

[65] ڈاکٹر مہربان حسین، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور صوفیائے کرام کی دینی و اصلاحی خدمات 1841ء تا 2000ء، ص: 121

نتائجِ تحقیق

1. پیر سید جماعت علی شاہ برصغیر کے ممتاز داعی، مصلح، معلم اور ادارہ ساز تھے جنہوں نے مذہبی، تعلیمی اور سماجی اصلاح کو ایک جامع تحریک کی صورت دی۔
2. آپ کی دعوتی خدمات برصغیر، افغانستان، کشمیر، دکن، میسور، جموں اور دیگر علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں، جن کے نتیجے میں اسلامی تعلیمات کا مؤثر فروغ ہوا۔
3. آپ نے مختلف طبقاتِ معاشرہ، خصوصاً علماء، حکمرانوں، امراء اور عوام کی دینی و اخلاقی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔
4. انجمن حزب الاحناف سمیت متعدد مذہبی، تعلیمی اور رفاہی اداروں کے قیام سے اسلامی ادارہ سازی کو مضبوط بنیادیں فراہم ہوئیں۔
5. مدارس، مساجد، مسافر خانوں، یتیم خانوں، فری ڈسپنسریوں اور دیگر فلاحی منصوبوں نے معاشرتی فلاح و بہبود میں مؤثر کردار ادا کیا۔
6. خواتین کی دینی تعلیم، خدمتِ خلق، اصلاحِ عقائد اور مساجد کی آبادکاری آپ کی اصلاحی تحریک کے اہم پہلو تھے۔
7. تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دعوتی سرگرمیوں نے مختلف علاقوں میں قبولِ اسلام اور دینی بیداری پر نمایاں اثرات مرتب کیے، اگرچہ ان روایات کی مزید تحقیقی جانچ ضروری ہے۔
8. آپ کی قائم کردہ دینی و رفاہی روایات آج بھی مختلف اداروں اور حلقہ ہائے ارادت کے ذریعے جاری ہیں۔

سفارشات

1. پیر سید جماعت علی شاہ کی حیات و خدمات پر مزید تحقیقی منصوبوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
2. ان سے متعلق مخطوطات، خطوط اور تاریخی دستاویزات کو جمع، تدوین اور ڈیجیٹلائز کیا جائے۔
3. جامعات میں ان کی دعوتی، تعلیمی اور سماجی خدمات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے تحقیقی موضوعات متعارف کرائے جائیں۔
4. ان کے قائم کردہ دینی و رفاہی اداروں کی خدمات کا جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق الگ مطالعہ کیا جائے۔
5. ان کی دعوتی فکر اور خدمتِ خلق کے ماڈل کو عصری دینی و سماجی اداروں میں قابلِ عمل نمونے کے طور پر پیش کیا جائے۔
6. قبولِ اسلام اور دعوتی اثرات سے متعلق تاریخی روایات کی اصل مصادر کی روشنی میں مزید تنقیدی تحقیق کی جائے۔
7. ان کی خدمات کو قومی و بین الاقوامی علمی سیمینارز، کانفرنسوں اور نصابی کتب میں مناسب مقام دیا جائے۔

مصادر و مراجع

1. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، البدایۃ والنھایۃ، مکتبۃ المعارف، بیروت، لبنان، 1997ء۔
2. اختر حسین، سید، سیرتِ امیر ملت، امیر ملت پبلی کیشنز علی پور سیداں، نارووال، 2004ء

3. بخاری، اسرار، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، روزنامہ مشرق، 9 مئی 1990ء۔
4. بخشی، مصطفیٰ علی خان، مہاجر مدنی، آفتابِ ماتاب، مطبوعہ کراچی، 1963ء۔
5. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، سنن الترمذی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1420ھ
6. جماعتی، اشتیاق حسین، آفتابِ ولایت وماہتابِ امیر ملت، جی ایف پرنٹر لاہور، مئی 2005ء
7. جماعتی، سید منور حسین شاہ، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، روزنامہ السماء، 7 ستمبر 2014ء۔
8. جماعتی، سید منور حسین شاہ، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، روزنامہ الشرق انٹرنیشنل، 9 مئی 2014ء۔
9. جماعتی، سید منور حسین شاہ، امیر ملت، امروز ہفت روزہ، 24 اپریل 1987ء۔
10. حیدر حسین، پیر، سید، تذکرہ شاہ جماعت، جماعتیہ حیدریہ پبلشرز ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، 2008ء، ص:26
11. حیدری، علامہ محمد ذاکر الحسن، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ، روزنامہ جنگ، 28 مئی 1998ء۔
12. خان، کنور انتظار محمد، ایڈووکیٹ، امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، 13 دسمبر 1984ء۔
13. خان، منور احمد، امیر ملت اور قائد اعظم محمد علی جناح، ماہنامہ الہام، بہاولپور، 12 مارچ 2019ء۔
14. ریاض احمد، ڈاکٹر، تحریکِ خلافت میں پیر سید جماعت علی شاہ کا کردار۔
15. زبیر احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں برصغیر پاک وہند کا حصہ، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، 1973ء۔
16. شیخ، حمید فاضل، حضرتِ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، روزنامہ جناح، 9 مئی 2014ء۔
17. قادری، عبد اللطیف، امیر ملت اور تحریکِ پاکستان، روزنامہ آفتاب، ملتان، 19 اپریل 2012ء۔
18. قادری، علامہ محمد مسعود، پیر سید جماعت علی شاہ سرکار محدث علی پوری کے سو واقعات۔
19. قادری، مولانا محمد ارشد، مجددِ ملت پیر جماعت علی شاہ قادری پبلشرز لاہور، 2011ء
20. مانسہروی، مولانا محمد اسحاق، سیرتِ پیر جماعت علی شاہ، جماعتیہ پبلشرز قصور، 2019ء
21. ماہنامہ امیر ملت، قسط نمبر 10: سیرت وکردار، جلد 13، شمارہ 3، اگست 2016ء۔
22. ماہنامہ امیر ملت، قسط نمبر 2: خاندان کے حالات، جلد 12، شمارہ 9، جولائی 2015ء۔
23. ماہنامہ امیر ملت، قسط نمبر 44: خدماتِ تصوف، جلد 16، شمارہ 5، جنوری 2021ء۔
24. ماہنامہ امیر ملت، قسط نمبر 55: سماجی خدمات، جلد 17، شمارہ 8، اپریل 2021ء۔
25. ماہنامہ امیر ملت، قسط نمبر 58: تعمیرِ مساجد، جلد 17، شمارہ 11، جولائی 2021ء۔